سوال

(271)کیا عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

عورتوں کو بھی جمعہ کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ جس طرح مردوں پر ضروری ہے کیا عورتیں بھی جمعہ کی نماز مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نہ پڑھنے سے اسی طرح گناہ گار ہوں گی، جس طرح مرد گناہ گار ہوتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ عورتوں پر جمعہ کی نماز اسی طرح فرض ہے جس طرح مردوں پر۔ ان کا استدلال یہ ہے۔ کہ سورۃ جمعہ کی آیت یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمنوالخ کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہیں ہم نے ان کی خدمت میں مشکوۃ کی یہ دو حدیثیں پش کیں :

(۱) عن طارق بن شھاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الّا علی اَربعۃ عبدٍ مملوک اوامْرَاۃ او صَبِیٍّ او مَرِیْضٍ (رواہ احمد)

(۲) عن جابر اَن رسول اللہ قال : «من یومن باللّٰہِ والیوم الاخر فعلیہ الجمعۃ ویوم الجمعۃ اِلا مریض اَو مسافر اَو امراۃ اَو صبی اَو مملوک» (دار قطنی)

ان دونوں حدیثوں میں پہلی حدیث کے بارے میں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ سند کے اعتبار سے طارق کی حدیث صحیح ہے، لیکن طارق صحابی نہیں ہیں، اور نہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ تو یہ حدیث مرسل ہوئی اور حدیث مرسل ایسی حجت نہیں ہے، جو عموم قرآن متواتر کی تخصیص کرسکے۔

حدیث جابر کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اس لیے ان دونوں حدیثوں سے عورتوں کو مستثنیٰ کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا عورتوں پر جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں آکر پڑھنا فرض ہے۔ وہ مولوی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل ظاہر نے عبد مملوک پر جمعہ کو واجب ٹھہراتے ہوئے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ملاباری مولوی صاحب کا استدلال صحیح ہے یا غلط ہے اور ان حدیثوں کے بارے میں ان کی تنقید درست ہے یا نہیں، معلوم کرائیں، جمعہ کی نماز میں عورتوں کے شریک ہونے کو ہم جائز تو سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی شرکت کی فرضیت تحقیق طلب ہے، ازراہ کرم صحیح مسئلہ کیا ہے اور سلف کا تعامل کیسا رہا ہے معلوم کرا کے ممنون فرمادیں۔

(والسلام سید عنایت اللہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے اور مذکورہ سوال کی حدیثیں قابل حجیت ہیں۔ طارق بن شہاب کی روایت بھی صحیح سند سے مروی ہے۔ تلخیص الجبیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ میں ہے۔

«الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ اِلا اربعۃ عبد اَو امراۃ اَو صبیٍ اَو مریض» (ابوداؤد)

من حدیث طارق ابن شھاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الحکم من حدیث طارق ھذا عن اَبی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحہ غیر واحد

اور اس کی تائید ابن خزیمہ کی حدیث سے ہوتی ہے، چنانچہ تلخیص کے اسی صفحہ پر ہے۔

وأخرجه ابن خزيمة من حديث ام عطية نهينا من اتباع الجنائز ولا جمعة علينا كذا أخرجه بهذا اللفظ وترجمه عليه اسقاط الجمعة عن النساء

لہٰذا یہ حدیثیں صحیح قرآن مجید کی مخصص ہو جائیں گی مالا باری مولوی صاحب کا استدلال درست نہیں ہے۔ اور حدیث مذکورہ درایہ صفحہ ۱۳۲ میں بھی ہے۔ اس میں عن تمیم الداری رفعہ الجمعۃ واجبۃ الخ اور عن ابن عمر رفعہ الخ وعن جابر رفعہ الخ اس حدیث کے چار صحابی ابو موسیٰ اور تمیم الداری اور ابن عمر اور حضرت جابر روایت کرنے والے ہیں۔ لہذا ارسال اور ضعف جاتا رہا۔ واللہ أعلم بالصواب (اہل حدیث دہلی جلد نمبر ۵ ش نمبر ۳۲)

وَوَرَدَ عَلَيه دَامَت رحمة البَارِی تَتْرِیْ اِلیه

هذا السؤالُ ولفظه ما قولكم رضی الله عنكم فی رجل يجهر بالقراءة فی المسجد حال تلاوته ويتأذی بجهره المصلون هل له أجر علی جهره ام لا افتونا ماجورين فاجاب بقوله رضی الله عنه بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفی وسلام علی عباده الذی اصطفی وبعد فقد ورد عن ابی سعيد رضی الله عنه قال اعتكف رسول الله صلی الله عليه وسلم فی المسجد فسمعهم يجهرون بالقرأة فكشف الستر وقال ألا كلكم مناج ربه فلا يؤذين بعضكم بعضا ولا يرفع بعضكم علی بعض فی القرأة أو قال فی الصلاة اخرجه أبو داؤد قال المنذری واخرجه النسائی وأقل السيد محمد بن إسماعيل الأمير و حديث لا يشغلن قارئكم مصليكم حديث غير صحيح إلا أنه قد ثبت معناه وذلك أنه صلی الله عليه وسلم صلی بعض الصلوٰة التی يجهر فيها بالقراءة فلما انصرف قال للذين خلفه هل تقرأون إذا جهرت فقال بعضهم ان لنصنع ذلك قال فلا تفعلوا إلا بأم القرآن فإنه لا صلوٰة لمن لم يقرأ بها أخرجه أبو داؤد والترمذی وغيرهما وهذا فی الجهرية وثبت فی السرية مثل ذلك وإذا نهی صلی الله عليه وسلم عن القرأة فی الصلوٰة لئلا يختلط علی الإمام فالنهی عن القراءة لمن هو خارج الصلوٰة كالذی يدرس جهراً والناس يصلون ولو واحداً اولی وكل فعل منهی عنه فلا أجر فيه بل فيه الاثم فمن أراد بعلوا القراءة فی مسجد لا تزال الصلوٰة فيه فيجب عليه اسرار تلاوته والله أعلم انتهیٰ كلام السيد محمد بن اسمعيل الأمير بلفظه فإذا علمت هذا فاعلم ان ما قيد به السيد يكون الناس يصلون ليس بقيد فی الحقيقة ويدلك علی ذلك الحديث المتقدم فی ابو داؤد عن أبی سعيد وفيه اعتكف رسول الله صلی الله عليه وسلم فسمعهم يجهرون بالقرأة الخ فإن فيه ايذاء الناس بالقرأة وهم فی الصلوة أو فی غيرها منهی عنه قال النووي فی شرح مسلم فی كتاب فضائل القرآن قوله سمع النبی صلی الله عليه وسلم رجلا يقوا بالليل فقال يرحمه الله لقد اذكرنی كذا وكذا آية فی هذه الألفاظ فوائد منها جواز رفع الصوب القرأة فی المسجد بالليل ولا كراهة فيه إذا لم يؤذ أحدًا ولا تعرض للرياء والاعجاب ونحو ذلك انتهیٰ وقال الحافظ ابن حجر فی فتح البارِی فی باب رفع الصوتِ بالتكبير بعد ذكر حديث ابی موسیٰ كنا إذا اشرفنا علی وادٍ هللنا وارتفعت أصواتنا الخ قال الحافظ قال الطبری فيه كراهية رفع الصوت بالدعاء والذكر وبه قال عامة السلف من الصحابة والتابعين انتهیٰ فقد بأن الحق واتضح بما اوردناه من الأحاديث وكلام شراحه بان رفع الصوت بالقرأة إذا كان مما يتاذی به من فی المسجد سواء كانوا يصلون أو غير مصلين منهی عنه وقد ايدنا ذلك بنام نقلناه عنه صلی الله عليه وسلم وبما اتفق عليه السلف من الصحابة والتابعين كما مر عن الطبری والنووی ونقله الحافظ عن الطبيری مرتضيا له والله أعلم وعلمه اتم واحكم وهو حسبنا ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظيم وصلی الله علی سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم۔

(نور العين فتاویٰ شیخ حسین ص ۹۷)

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02

محدث فتویٰ